اسلام میں تعلیم کی اہمیت و ضرورت

تحریر: حافظ عتیق الرحمان گورچانی
فاضل وفاقی اردویونیورسٹی اسلام آبادو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد
مدیر جامعہ اصحاب صفہ ڈیرہ غازیخان/منتظم وحدانی نظام تعلیم فورم پاکستان
03135265617
atiqurrehman001@gmail.com

بعثت محمدیہ کے ساتھ ہی اسلام ومسلمانوں کا تعلق و ربط علم کے ساتھ کیا ہوگاکی اہمیت کو پہلی ہی وحی میں اجاگر کردیا گیا جس میں اللہ جل شانہ نے سورت علق کی پہلی پانچ آیات میں تعلیم کے اہم ذرائع و اسباب کو بیان کردیا کہ

" اقْـرَأْ بِاسْـمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَـقَ,خَلَـقَ الْإِنْسَـانَ مِنْ عَلَقٍ,اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ,الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ,عَلَّمَ الْإِنْسَـانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ "۔[1]

ترجمہ: توپڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیداکیا،پیداکیا انسان کو لوتھڑا سے،توپڑھ عزت والے رب کے نام سے،جس نے علم دیا قلم کے ذریعہ سے،وہ علم جس کو انسان نہیں جانتاتھا۔

گویا ان آیات میں علم و معرفت حاصل کرنے کے لئے پڑھنے ،لکھنے اور واقفیت حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔یہی نہیں کہ صرف پہلی وحی میں علم کی اہمیت بیان ہوئی یا ذریعہ تعلیم کا تذکرہ ہوا بلکہ آٹھ سو یا نوسوسے زائد مرتبہ آیات کریمہ میں علم اور اس کے مشتقات کے ذریعہ اس کی اہمیت و ضرورت کو اجاگرکیا گیاہے[2]۔اسی طرح بہت سی احادیث نبویہ میں بھی علم کے حاصل کرنے کی فضیلت مذکورہے

تعلیم کی تعریف

برطانیہ کے ماہر تعلیم سر پرسی نین نے تعلیم کی تعریف یہ کی ہے کہ

"تعلیم کا بنیادی خیال جو پورے نظام تعلیم پر حاوی ہونا چاہئیے یہ ہے کہ تعلیم اس کوشش کا نام ہے جو بچوں کے والدین اور سرپرست اس نظریہ حیات پر اپنی نئی نسل کو تیار کرنے کے لئے کرتے ہیں،"مدرسہ"کا فریضہ یہ ہے کہ وہ ان روحانی

---

[1] ۔ سورت العلق،5-90/1
[2] ۔ ہمارانصاب تعلیم کیا ہو؟، سیدسلمان حسینی ندوی،مجلس نشریات اسلام،کراچی،پاکستان،2004ء،ص،51

طاقتوں کو جو اس نظریہ حیات سے وابستہ ہیں طالب پر اثر ڈالنے کا موقع دے اور وہ طالب علم کو ایسی تربیت دے جو اس قوم کی زندگی کے تسلسل و ترقی میں طالب علم کی دستگیری کرے اور اس کے ذریعہ وہ مستقبل کی طرف اپنا سفر جاری رکھ سکے۔"[3]

فضیلت علم قرآن مجید کی روشنی میں

علم کی اہمیت و فضیلت کا اندازہ اس امر سے کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تقریباً نو سوسے زائد مرتبہ علم اور اس کے مشتق صیغوں کا ذکرکیا ہے۔المعجم المفھرس لالفاظ القرآن الکریم کے اعداد و شمار میں درج ہے کہ قرآن کریم میں علم کا ذکر 80 مرتبہ اور علم سے نکلے ہوئے الفاظ کا ذکر سیکڑوں بار ملتا ہے۔قرآن کریم کا ایک یہ بھی اسلوب یگانہ ہے کہ اس میں عقل کی جگہ "الباب"کا لفظ 16 بار اور "نُہیٰ "کا ذکر 2 بار آیا ہے،یہ دونوں الفاظ عقل کے معنیٰ میں استعمال ہوئے ہیں۔عقل کے مصدر سے نکلے الفاظ قرآن میں 49 مقامات پر آئے ،"فکر"کے مصدر سے نکلے الفاظ 18 ،"فقہ "سے نکلے الفاظ 21 بار جبکہ حکمت کا لفظ 20 بار اور برھان کا لفظ 7 مرتبہ آیا ہے۔[4]

فضیلت علم ارشادنبوی کی روشنی میں

نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو علم کی اہمیت اور فضیلت سے اس قدر آگاہ فرمادیا کہ صحابہ کرام اس کو حاصل کرنے کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی متعدد احادیث میں علم کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔نمونہ کے طور پر چند احادیث یہاں درج کی جاتی ہیں۔ آپ ﷺنے ارشاد فرمایا :

«من سلك طريقا يلتمس فيه علما سهل الله له طريقا إلى الجنة» [5]

ترجمہ:جو طلب علم کے راستہ پر چلے گا،اللہ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کردے گا۔

آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

«من خرج في طلب العلم فهو في سبيل الله حتى يرجع»[6]

---

[3] ۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا آرٹیکل ایجوکیشن،بحوالہ حدیث پاکستان ،سید ابوالحسن علی ندوی،مجلس نشریات اسلام، کراچی، پاکستان،س ن،ص، 84

[4] ۔تعلیم کی اہمیت سنت نبوی کی روشنی، یوسف القرضاوی(مترجم: ابومسعود اظہر ندوی) ، اسلام بک ڈپو ،لاہور ،1998ء ،ص7

[5] ۔ سنن الترمذی، محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: 279هـ) ،(تحقیق و تعلیق، أحمد محمد شاكر (جـ 1، 2)، ومحمد فؤاد عبد الباقي (جـ 3) وغیرون)مكتبة مصطفى البابي الحلبي - مصر، 1395 هـ - 1975 م، ابواب العلم،باب فضل طلب العلم،رقم الحدیث،2646، ص:5/28

[6] ۔ سنن الترمذی،ابواب العلم،باب فضل طلب العلم،رقم الحدیث،2647، ص:5/29

ترجمہ: جو طلب علم میں نکلے گا، وہ جب تک واپس نہ آجائے، اللہ کے راستے میں شمار ہوگا۔

آپ ﷺ کا ایک ارشاد مبارک ہے کہ

" مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ، كَانَ كَفَّارَةً لِمَا مَضَى"[7]

ترجمہ: طلب علم پچھلے گناہوں کا کفارہ ہے.

اور ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ

«فضل العالم على العابد كفضلي على أدناكم» [8]

ترجمہ: عالم کو عابد پر وہی فضیلت حاصل ہے جو مجھے ادنیٰ امتی پر۔

ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

«ألا إن الدنيا ملعونة ملعون ما فيها إلا ذكر الله وما والاه وعالم أو متعلم»[9]

ترجمہ: دنیا اور دنیا کی تمام چیزیں اللہ کی رحمت سے دور ہیں، سوائے اللہ کے ذکر، اس کے متعلقات اور عالم و طالب کے۔

آپ نے علم و اہل علم سے متعلق جو ارشاد فرمایا ان میں سے چند ارشادات یہ ہیں:

"وإن الملائكة لتضع أجنحتها رضاء لطالب العلم، وإن العالم ليستغفر له من في السموات ومن في الأرض حتى الحيتان في الماء، وفضل العالم على العابد، كفضل القمر على سائر الكواكب، إن العلماء ورثة الأنبياء، إن الأنبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما إنما ورثوا العلم، فمن أخذ به أخذ بحظ وافر"[10]

ترجمہ: فرشتے طالب علم کے کام سے خوش ہوکر اس کے لئے اپنے پر پچھاتے ہیں، عالم کے لئے آسمان و زمین کی مخلوقات یہاں تک مچھلیاں پانی میں مغفرت چاہتی ہیں، عالم کی فضیلت عابد پر وہی ہے جو چاند کی ستاروں پر ہے، علماء انبیاء کے جانشین ہیں، انبیاء نے اپنے ترکے میں دینار و درہم نہیں چھوڑے، انہوں نے اس علم کی میراث چھوڑی زہے نصیب جس کے حصے میں یہ آئے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

---

[7] ۔ سنن الترمذی،ابواب العلم،باب فضل طلب العلم،رقم الحدیث،2648،ص:5/29

[8] ۔ سنن ترمذی،ابواب العلم،باب ما جاء فی فضل الفقہ علی العبادہ،رقم الحدیث، 2685،ص:5/50

[9] ۔ سنن ترمذی،ابواب الزھد،باب منہ ،رقم الحدیث،2322،ص:4/561

[10] ۔ سنن ترمذی،ابواب العلم،باب ما جاء فی فضل الفقہ علی العبادہ،رقم الحدیث، 2682،ص:5/48

" اغْدُ عَالِمًا أَوْ مُتَعَلِّمًا أَوْ مُسْتَمِعًا أَوْ مُحِبًّا وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَ فَتَهْلَكَ"[11]

ترجمہ:عالم بنویا طالب علم یا غور سے سننے والا ،یا انس سے محبت رکھنے والا ہو جو ان میں سے کوئی نہیں وہ خطرے میں ہے۔

اسی طرح علم کی فضیلت میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

«العالم والمتعلم شريكان في الأجر، ولا خير في سائر الناس»[12]

ترجمہ:عالم و طالب علم دونوں اجر میں شریک ہیں، اور ان کے علاوہ کسی میں خیر نہیں۔

مندرجہ بالااحادیث کے مطالعہ سے ظاہر ہوجاتاہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے کس قدر علم کی اہمیت کو پوری قوت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اس میں وقتی مادی و سماجی مصلحت اور حکماء یونان کی عقلی موشگافیاؤں کا ذرہ بھی دخل نہیں کیونکہ یہ سب کوشش بے روح و بے اصل اور روبہ زوال ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کے دلوں میں ایمان کے شرارے کو سلگادیا اور ان کو علم کی افادیت و اہمیت سے واقف کردیا جس کے سبب صحابہ کرام نے اپنا سب کچھ حصول علم کی راہ میں قربان کردیا[13]۔ذیل میں نمونے کے طورپر چند صحابہ کرام کی علم دوستی کے نمونے درج کیے جارہے ہیں۔

صحابہ کرام کی علم سے محبت

حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے کہ **"ياأَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِطَلَبِ الْعِلْمِ؛ إِنَّ لِلَّهِ رِدَاءَ مَحَبَّةٍ، فَمَنْ طَلَبَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ رَدَّاهُ اللَّهُ بِرِدَائِهِ"**[14]

ترجمہ: لوگو! علم حاصل کرو،اللہ تعالیٰ کی ایک محبت کی چادر ہوتی ہے جو کوئی علم حاصل کرتاہے اللہ تعالیٰ اسے وہی چادر اُڑھاتا ہے۔

---

[11] ۔ مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار،أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبيد الله العتكي المعروف بالبزار (المتوفى: 292هـ)،المحقق:محفوظ الرحمن زين الله، (حقق الأجزاء من 1 إلى 9)، مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة،بدأت 1988م، وانتهت 2009م،حديث ابی بکرہ،رقم الحديث،3626،ص:9/94

[12] ۔ سنن ابن ماجه،ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وماجة اسم أبيه يزيد (المتوفى: 273هـ)، المحقق:محمد فؤاد عبد الباقي،دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي،باب فضل العلماء والحث على طلب العلم،رقم الحديث228،ص: 1/83

[13] ۔ مدارس اسلامیہ کی ضرورت واہمیت،سید ابوالحسن علی ندوی، مجلس نشریات اسلام کراچی،س ن،ص، 59

[14] ۔ جامع بيان العلم وفضله، أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى: 463هـ)،المحقق: أبي الأشبال الزهيري، دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، 1414 هـ - 1994 م،باب جامع فی فضل العلم،رقم الحديث 300،ص:1/252

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک شخص نے سوال کیا جو جہاد سے متعلق تو آپ نے جواب دیا کہ اس سے بہتر چیز نہ بتادوں جو جہاد سے بہتر ہے۔اور وہ یہ ہے کہ تم ایک مسجدتعمیر کرو اور اس میں قرآن کریم کی تعلیم دو اور رسول اللہﷺ کی سنتیں اور دین کی سمجھ سکھاؤ۔[15]

زربن حبیش کہتے ہیں کہ میں صفوان بن عسال کے پاس موزوں پر مسح کرنے کا مسئلہ سننے گیا،انہوں نے مجھ سے کہا کیسے آئے ؟ میں نے کہا علم کی طلب میں تو انہوں نے فرمایا کہ

" إن الملائكة لتضع أجنحتها رضاء لطالب العلم "[16]

ترجمہ: فرشتے طالب علم کے عمل سے خوش ہوکر اس کے لئے پربچھاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ مجھے اطلاع ملتی تھی کہ فلاں صحابی کے پاس ایک حدیث ہے ،ہوسکتاتھا کہ میں ان کو بلابھیجوں تو وہ فوراً تشریف لے آتے اور مجھے حدیث سنادیتے ،لیکن میں خود چل کرجاتا،ان کے دروازے پر جاکر دوپہر کے وقت پڑجاتا،جب وہ نکلتے تو میں حدیث سنتا۔[17]

حضرت جابربن عبداللہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک حدیث کی اطلاع ملی جو صرف ایک صحابی کے پاس تھی ،میں نے اونٹ خریدا ،اس پر کجاوہ کسا،پھر مہینے بھر چل کر شام پہنچا ،وہاں عبداللہ بن انیس انصاری کے مکان پر آیا اور ان کو اطلاع کی کہ جابر دروازے پر حاضر ہے،انہوں نے کہلوایا کہ کیا جابر بن عبداللہ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں!تو وہ فوراً تشریف لائے اور ہم دونوں نے معانقہ کیا ،میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے ایک حدیث حضورﷺ سے سنی ہے اور مجھے اس کے سننے کا اتفاق نہیں ہواتھا،اسی غرض سے حاضر ہواہوں۔[18]

اسی طرح حضرت ابوایوب انصاریؓ حضرت عقبہؓ بن عامر کے پاس ایک حدیث سننے کے لئے مصر تشریف لے گئے ،انہوں نے سنا تو ملنے کے لئے آئے ،حضرت ابوایوبؓ نے فرمایا کہ آپ نے آنحضرتﷺ سے ایک حدیث سنی ہے اس وقت آپ کے سوا کوئی اس کا سننے والا نہیں ہے اسی کے معلوم کرنے کے لئے آیا ہوں۔[19]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں پر علم کے فضائل کو بیان کیا ہے اور اس کے حصول کی جانب مسلمانوں کو متوجہ ہونے کی تلقین کی ہے وہیں پرآپﷺ نے اہل علم کو بھی ہدایت کی ہے کہ وہ علم کے منتقل کرنے میں پس و پیش سے کام نہ لیں،چنانچہ ارشاد نبویﷺ ہے کہ

"وإن العالم ليستغفر له من في السموات ومن في الأرض حتى الحيتان في الماء"[20]

---

[15] تعلیم کی اہمیت،ص31
[16] سنن الترمذی،باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة،رقم الحديث،2682،ص:5/48
[17] جامع بيان العلم وفضلہ،ص:1/188
[18] جامع بيان العلم وفضلہ،رقم 370
[19] جامع بيان العلم وفضلہ ،ص:1/ 187
[20] سنن الترمذی،باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة،رقم الحديث،2682،ص:5/48

ترجمہ:اللہ اور اس کے فرشتے آسمانوں اور زمین کی مخلوقات ،یہاں تک کہ چیونٹیاں سوراخوں میں اور مچھلیاں لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے والوں کے حق میں دعاکرتی ہیں۔

آپﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ

" لا حسد إلا في اثنتين ، رجل آتاه الله مالا ، فسلطه على هلكته في الحق ، ورجل آتاه الله حكمة ، فهو يقضي بها ويعلمها "[21]

ترجمہ:رشک کا موقع دوآدمیوں پر ہے،ایک وہ جس کو اللہ نے مال دیا اور وہ حق کے راستے میں اس کو صرف کرنے پر اتراہوا ہے،دوسراجس کو اللہ نے حکمت عطافرمائی ،وہ اس کے مطابق فیصلہ کرتاہے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دیتاہے۔

آپﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ

«نضر الله امرأ سمع منا شيئا فبلغه كما سمع، فرب مبلغ أوعى من سامع»[22]

ترجمہ: اللہ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے کچھ سنا اور جیساسنا دوسروں تک پہنچا دیا،ایسابہت ہوتاہے کہ جس کو پہنچایا گیا وہ اس سے زیادہ سمجھنے اور یادرکھنے والاہو جس نے اپنے کانوں سے سنا۔

اسی طرح آپﷺ کا فرمان عالی شان علم کو چھپانے والوں کی مذمت میں وارد ہوا ہے کہ

«من سئل عن علم علمه ثم كتمه ألجم يوم القيامة بلجام من نار»[23]

ترجمہ:جس سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی اور اس نے چھپائی ،قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام دی جائے گی۔

ان ارشادات رسولﷺ کا ثمرہ ہے کہ مدینہ منورہ مکمل طورپر غیر اصطلاحی مدرسہ کا نمونہ بن گیاتھا کہ صحابہ کرام علم کو حاصل کرنے اور اس کی تعلیم دینے میں مشغول و مصروف ہوگئے تھے،گویا زندگی کے جمیع شعبہ جات سے وابستگان نے خود کو کسب معاش کی ضرورت کی تکمیل اور

---

[21] ۔ الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري،محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي،المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر،دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، 1422هـ،كتاب العلم،باب الاغتباط في العلم والحكمة،رقم الحديث،73، ص:/1/25

[22] ۔ سنن الترمذی،ابواب العلم، باب ماجاء فی الحث على تبليغ السماع،رقم الحديث: 2657،ص:5/34

[23] ۔سنن الترمذی،ابواب العلم، باب ماجاء فی کتمان العلم ،رقم الحدیث:2649،ص: 5/29

عائلی ذمہ داریوں سے وقت نکال کر قصداً تحصیل علم میں مشغول و مصروف تھے۔[24]

مدینہ منورہ کے مضافات کی بستیوں میں بسنے والے صحابہ کرام اپنے قرب و جوار کے علمی مراکز سے استفادہ کرنے کے ساتھ آنحضرتﷺ کے حلقہ تعلیم میں بھی ضرور شرکت کیا کرتے تھے بسااوقات معاشی مجبوریوں کی وجہ سے ایک صحابی ایک روز مجلس نبویﷺ میں حاضر ہوتا اور دوسرا دوسرے روز یوں وہ تعلیمات پیغمبریﷺ سے استفادہ حاصل کرتے تھے جیساکہ سیدنا عمرفاروقؓ نے بیان کیاہے کہ وہ اور ایک انصاری صحابی بنی امیہ بن زید دونوں باری باری مجلس حضورﷺ میں حاضر ہواکرتے تھے۔[25]

عبادت پر علم کی فضیلت

عبادت پر علم کی فضیلت یہ بھی ہے کہ بیشتر عبادات کا فائدہ صرف عبادت کرنے والوں تک ہی محدود رہتاہے مثلاً نماز،روزہ،حج،عمرہ ،ذکروتسبیح سے کرنے والے ہی کی نیکیاں بڑھتی ہیں اور اس کے درجات بلند ہوتے ہیں معاشرے کو اس کی عبادتوں سے براہ راست کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔جبکہ علم کا فائدہ صاحبِ علم ہی تک محدود نہیں رہتابلکہ ہرسننے والے یا پڑھنے والے کو اس کا فائدہ پہنچتاہے چاہے اس کے اور صاحبِ علم کے درمیان کتنے ہی طویل فاصلے کیوں نہ ہوں اور بیچ میں کتنے ہی صحراو سمندر اور پہاڑکیوں نہ حائل ہوں۔[26]

منفرد علمی تحریک

اسلام نے جو علم کی اعزت افزائی کی ہے اس کی مثال کوئی اور مذہب و ملت پیش کرنے سے قاصر ہے۔تاریخ اسلام شاہد ہے کہ مسلمانوں نے کس طرح علم کے فروغ و حصول میں خود کو مصروف عمل رکھا کہ ان کو فنا فی العلم کہا جانے لگا تھا۔مسلمانوں کی علم دوستی کا دائرہ زمان و مکان کی حدود و قیود سے بالاتر ہے۔چنانچہ نامور فرانسیسی مؤرخ ڈاکٹر گستاولی اپنی کتاب تمدن عرب میں لکھتاہے کہ:

> "عربوں نے جو مستعدی تحصیل علم میں ظاہر کی وہ فی الواقع حیرت انگیز ہے ،اس خاص امر میں بہت سی اقوام ان کے برابرہوئی ہیں، لیکن بمشکل ان سےکوئی بازی لے سکا،جب وہ کسی شہر کو لیتے تو ان کا پہلا کام وہاں پر مسجد و مدرسہ بنانا ہوتا ،بڑے شہروں کے مدارس ہمیشہ بکثرت ہوتے ،بنجمن ولی توویل جو 1173ء کو مراہے بیان کرتاہے کہ اس نے اسکندریہ مصر میں بیس مدرسے دیکھے ہیں۔یہ ان کے علاوہ مدارس کی تعداد ہے جو بغداد،قاہرہ،طلیطلہ،قرطبہ وغیرہ بڑے شہروں میں دارالعلوم

---

[24] ۔ مدارس اسلامیہ،ص 59-62

[25] ۔ الجامع الصحیح البخاری،کتاب المظالم والغصب،باب الغرفة والعلية المشرفة وغير المشرفة في السطوح وغيرها،رقم الحديث: 2468،ص:3/133

[26] ۔ تعلیم کی اہمیت،ص46-47

موجود تھے،جن میں علمی تحقیقات کے کارخانے ،رصد خانے،عظیم الشان کتب خانے ،غرض کل مصالح علمی تحقیقات کا موجود تھا،صرف اندلس میں ستر عام کتب خانے تھے، مؤرخین عرب کے اقوال کے مطابق جب الحاکم ثانی کے کتب خانے جو قرطبہ میں تھے ،چھ لاکھ جلدیں تھیں ،جن میں سے چوالیس جلدوں میں ان کی فہرست کتب تھی،اس کے متعلق کسی نے بہت درست کہا ہے کہ چارسوبرس بعد چارلس عاقل نے فرانس کے شاہی کتب خانہ کی بنیادرکھی تو بمشکل وہ نوسوجلدوں سے زیادہ کتب جمع نہ کرسکا،اور ان میں مذہبی کتب کی ایک پوری الماری بھی نہ تھی۔"[27]

علوم کی تقسیم میں نقص

علوم کی تقسیم کے لحاظ سے مسلم معاشرہ میں دوطبقے معرض وجود میں آچکے ہیں،اول طبقہ معرفت الٰہی ،معرفت انبیاء،اور معرفت احکام الٰہیہ سے سراسر غفلت میں پڑا ہوا ہے ،اس کو نہ صرف ان کی ضرورت کا احساس نہیں بلکہ ان کا معاند بن کر سامنے آتا ہے، دوسرا طبقہ دینی، دنیوی، شرعی و غیر شرعی اور جدید و قدیم کی خود ساختہ تقسیم میں علم کو تقسیم کردیتا ہے اور وہ کچھ علوم اور زبانوں سے اس لئے کنی کتراتا ہے کہ وہ جدید علوم ہیں اور اس کے قدیم کو ہضم کرلیں گے اس افراط و تفریط ،روایتی اثرات اور سنجیدہ غور و فکر کے فقدان نے اس مسئلہ کو جو واضح تھا مبہم کردیا۔[28]

علم اسماء کی تشریح

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جن اسماء کی بناپر فضیلت عنایت کی تھی ملائکہ پر ان کی شرح کرتے ہوئے امام رازیہ فرماتے ہیں کہ

"جہاں تک معلوم کا تعلق ہے تو وہ بہت ہی اعلیٰ و ارفع ہے کیونکہ وہ اللہ رب العالمین کی ذات گرامی ہے،اور اس کی تمام مخلوقات فرشتے، افلاک،عناصر،جمادات،نباتات اور حیوانات ہیں۔"[29]

اسی طرح امام رازی یہ بھی فرماتے ہیں کہ

"اور اولاد آدم کو تمام اسماء سکھادیے،یعنی اشیاء کی صفات اور خصوصیات سکھادیں ،اس کی دلیل یہ ہے کہ اسم کا

---

[27] ۔ تمدن عرب،گستاولی،ڈاکٹر گستاولی بان،(مترجم: سید علی بلگرامی)،ص 398تا 399،بحوالہ انسانی علوم کے میدان میں اسلام کا انقلابی و تعمیری کردار، سید ابوالحسن علی ندوی،مجلس نشریات اسلام کراچی،پاکستان،ص 55تا 57

[28] ۔ ہمارا نصاب تعلیم کیا ہو؟ ص 57

[29] ۔ التفسیر الکبیر، ابوعبداللہ محمد فخرالدین الرازی، 2/186، بحوالہ ہمارا نصاب تعلیم کیا ہو؟،ص58

اشتقاق "سمہ"یا "سمو"سے ہے،اگر سمہ سے ہے تو اسم کے معنیٰ علامت کے ہوئے اور اشیاء کی صفات و خصوصیات ان کی حقیقت کی طرف رہنمائی کرتی ہیں،لہذا یہ درست ہواکہ اسماء سے صفات مراد لیے جائیں اور اگر سمو سے ہے تب بھی یہ بات ہے اور جب لغوی اعتبار سے یہ تفسیر ہے تولازماً ماننا چاہیے کہ آیت سے یہی مراد ہے اور دوسرا قول یہ بھی مشہور ہے کہ اسماء سے مراد وہ مختلف و متنوع زبانیں ہیں جو اج رائج ہیں، جیسے عربی،فارسی،رومی وغیرہ ،حضرت آدمؑ کے انتقال کے بعد جب ان کی اولاد دنیا کے مختلف حصوں میں پھیل گئی ،ان میں ہرایک نے ایک زبان اختیار کرلی،تو اس خطے میں وہی زبان رائج ہوگئی ،طویل زمانہ گزرجانے کے بعد کئی نسلوں کے بعد دوسری زبانیں علاقے کے لوگ بھول گئے،اور اولاد آدم میں جو زبانوں کا اختلاف پایا جاتاہے، اس کا یہی سبب ہے۔[30] "

علم اسماء کے متعلق حضرت شیخ الہند محمود الحسن دیوبندیؒ فرماتے ہیں کہ خلاصہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کوہر ایک چیز کا نام مع اس کی حقیقت اور خاصیت کے اور نفع و نقصان کے تعلیم فرمادیا،اور یہ علم ان کے دل میں بلاوسطہ کلام القاء کروایا،کیونکہ بدون اس کمال علمی کے خلافت اور دنیا پر حکومت کیوں کر ممکن ہے۔"[31]

قرآن نے علم کے حدود ختم کردیے

اللہ تعالیٰ نےقرآن کریم کی پہلی وحی میں" **اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ، عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ** "[32]میں علم کے ذریعے اورغیر محدود تصور کو بیان کرکے حدود و جمود کا خاتمہ کردیا ہے کہ اب کوئی فرد یہ نہیں کہہ سکتا کہ علم یہاں تک یا وہاں تک حاصل کیا جاسکتاہے یا یہ علم ہے اور یہ علم سے خارج نہیں ،ہرگزعلم کو محدود نہیں کیا جاسکتاکیونکہ اللہ تعالیٰ نے بیان کردیاہے کہ انسان کو قلم کے ذریعے سے علم دیا گیا اور اس بات کا علم دیا گیا ہے انسان کو جس کا اسے علم نہ تھا،گویا ریاضی فلکیات،طب،انجیئنرنگ وغیرہ جیسے جتنے بھی علوم ہیں ان میں جو کچھ انکشافات و تطور ہوگا سبھی کا احاطہ اللہ تعالیٰ نے پہلی وحی میں کردیا ہے۔[33]

علوم و فنون انبیاءوصحابہ

اللہ جل شانہ نے قرآن کریم میں انبیاء کے علوم و فنون کا تذکرہ بھی فرمایا ہے کہ ان کو زرہیں بنانے کا حکم دیا اور اپنی شکر گزاری اور عمل

---

[30] ۔تفسیر کبیر،ج2،ص176،دارالکتب العلمیہ طہران،ایران بحوالہ ہمارا نصاب تعلیم کیا ہو؟،ص59-60

[31] ۔ ہمارانصاب تعلیم کیا ہو؟ص63

[32] ۔ سورت العلق،90/4،5

[33] ۔طالبان علوم نبوت کا مقام و مرتبہ، سید ابوالحسن علی ندوی،مجلس نشریات اسلام کراچی،س ن ،حصہ دوم ،ص 92-93

صالح کی بھی تعلیم دی۔اسلام کی بعثت کا آغاز بھی علم و قلم کے ذکر سے ہوا،جس کے سبب نبی اکرمﷺ نے صحابہ کرام کو علوم نبوت کی کتابت کا حکم ملا ،غذوہ بدرکے قیدیوں کو مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے کے سبب رہائی عنایت ہوئی،مسجد نبوی ﷺ میں صفہ درسگا قائم کی گئی اور مدینہ منورہ میں دیگر مقامات پر بھی تعلیمی حلقے قائم ہوئے، صفہ کے طلبہ میں سکونت پذیر و غیر مقیم سبھی استفادہ کرتے تھے، صحابہ کرام نے علم کے حصول کے لئے شہروں کے سفر بھی کیے ،حضو کی ہدایت پر مدینہ کے قرب و جوار میں تعلیم دینے کے لئے وفود بھجے جاتے تھے،مسجد قباء کی نگرانی خود حضورﷺ فرماتے تھے،مدینہ کی مساجد میں موجود تعلیمی حلقوں کی تعلیم کا جائزہ بھی آپﷺ لیا کرتے، امام کے لئےیہ شرط لازم قراردی گئی کہ وہ صاحب علم ہوجس کی بناپر امور پیغمبری ﷺ پر جلد اور مؤثر عمل کیا جاتاتھا، حضورﷺ نے سرکاری خط و کتابت ،مردم شماری،خفیہ نامہ نگاری وغیرہ سمیت ڈھائی سو کے قریب خطوط تحریر کروائے ،صحابہ کرام کو حضورﷺ نے خوشخطی کی تعلیم دی ،اور خطوط پر مہر ثبت کرنے کا رواج بھی آپﷺ نے شروع فرمایا،آپﷺ نے صحابہ کرام کی جماعت میں سے مختلف علوم کے ماہرین کا تذکرہ بھی ملتا ہے ،حضو کے زمانے میں تعلیم مفت دی جاتی تھی اور نبی مکرمﷺ نے اسلامی خلافت کی مضبوطی و تقویت کے لئے عالمی زبانوں کی مہارت حاصل کرنے کی تعلیم بھی دی تھی چنانچہ حضرت زید بن ثابت فارسی، عبرانی اور رومی زبان کے بہترین مترجم و ماہر مشہور ہوئے،اسی طرح حضرت ابوہریرہ اور حضرت سلمان فارسی حبشی زبان و فارسی پر دسترس رکھتے تھے[34]

عہد نبوی کا جامع نصاب

عہد نبوی و عہد صحابہ کے نصاب تعلیم کا تفصیلی تذکرہ کرنا تفصیل طلب امر ہے تاہم مدرسہ نبوی ﷺ میں لازمی و اختیاری برابر مضامین کی تعلیم کا انتظام موجود تھا، تاہم صحابہ کرام مختلف علوم تفسیر و قرأت ،حدیث ،اصولِ فقہ اور فقہ، میراث وغیرہ کے علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ نشانہ بازی،تیراکی،مبادی طب، علم ہئیت،علم انساب،علم تجوید ،علم لغت ،علم تعبیر،علم تاریخ،علم نجوم،موسمیات وغیرہ اورقرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ان کو استاد کی عزت اور طلبہ کی تکریم کا درس دینے کا اہتمام موجود تھا۔اسی طرح بچوں کی تعلیم و تربیت اور عورتوں کی تعلیم کا انتظام بھی موجودتھا کہ امہات المومنین اس فرض کو انجام دیا کرتی تھی۔[35]

اسلامی تاریخ میں علم کافروغ

دس لاکھ مربع میل سے زائد خطہ پر محیط خلافت اسلامی میں تعلیمی مراکز موجود تھے بالخصوص حضرت عمرفاروقؓ میں نوسومساجد میں

---

[34] درسگاہ صفہ کا نظام تعلیم و تربیت،تفسیر عباس،زاویہ پبلشر لاہور،2014ء،ص 273؛ہمارا نصاب تعلیم کیا ہو؟،ص65تا73

[35] درسگاہ صفہ کا نظام تعلیم وتربیت،ص232تا 300، ہمارنصاب تعلیم کیا ہو؟ص 73تا 76

چار ہزار سے زائد تعلیمی حلقے قائم تھے۔بصرہ کے دس ہزار سے زائد اہل علم کی تفصیلات، حضرت امیر امعاویہ ؓ کا تاریخ سے شغف،خالد بن یزید کا طب اور کیمیا سے ربط و تعلق حضرت عمربن عبدالعزیز نے طلبہ و اساتذہ کے وظائف مقررکیا بنوامیہ اور بنوعباس کے دورخلافت میں تعلیمی مکاتب قائم کیے گئے اور پبلک لائبریریوں اور تجارتی کتب خانوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔خلیفہ ہارون الرشید و مامون الرشید کے زمانے میں تراجم کا اہتمام اور بیت الحکمت کا قیام عمل میں آیا اسی کی وجہ سے یونانی و ایرانی اور ہندی علوم کا تعارف مسلم معاشرے کو ہوااور ان کے مفسدات سے مسلمان بہت عرصے تک نبرد آزمارہے۔[36]

مغرب کے مضراثرات

مسلم ممالک پر مغرب کے غاصبانہ تسلط کے مضمرات کو بیان کرتے ہوئے مشہورہندوستانی مسلمان شاعر نے تبصرہ کرتے ہوئے کہاہے کہ

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا   افسوس کہ

فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

گویا اکبرالٰہ آبادی مغرب کے نظام تسلط کے نتیجے میں نظام تعلیم کے تبدیل ہونے سے جو مسلمان قوم کے جوانوں میں بے راہ روی جو پیدا ہوئی اس کے سبب انہوں نے کہا کہ اگر فرعون کالج بنالیتا تو بخوبی مصر کے جوانوں کو اپنے افکار و نظریات کا گرویدہ بنالیتا اس کو ہزاروں بچوں بچے قتل نہ کرنے پڑتے۔[37]

اسلامی ممالک میں اضطراب

مغرب کا نظام تعلیم دنیا کے جس بھی ملک یا جس بھی مذہب کے پیروکاروں کے پاس پہنچاتو وہاں اس طرح کی سراسمگی کی کیفیت یا پھر مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا جیساکہ اسلامی ممالک میں مغرب کے نظام تعلیم و تربیت کو قبول کرنے کے بارے میں ترددہوا۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ شرق و غرب کے جن ممالک یا جن قوموں یا مذاہب کے پیروکار مغرب کے نظام کےباآسانی اسیر ہوئے ان کے پاس نہ تو کوئی مستقیم نظام موجود تھا یا پھر اس میں حذف و ترمیم کو قبول کرنے کی گنجائش موجود تھی جبکہ اسلامی ممالک کے پاس لاریب کتاب کتاب ہدایت کی شکل میں موجود ہونے،اور غیرمتبدل عقائد و نظریات تو حید و رسالت،کفر و شرک ،قیادت و رہبری کے متفقہ اصولوں کی موجودگی کی وجہ سے مغرب کے غاصبانہ قبضے کی صورت میں مسلط کیا جانے والا نظام تعلیم تربیت ہویا نظام زندگی مسلمانوں کے لئے کسی طورپر قابل قبول نہ تھایہی وجہ ہے کہ مغرب کے نظام حکومت و نظام تعلیم کو مسلم ملکوں میں سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔مسلمانوں کے

---

[36] ۔ ہمارانصاب تعلیم کیا ہو؟ص 76تا 83

[37] ۔ نظام تعلیم مغربی رجحانات اور اس میں تبدیلی کی ضرورت،سید ابوالحسن علی ندوی،مجلس نشریات اسلام،کراچی،پاکستان ،ص17

رہبراعظم خود خاتم النبیین سید الاولین والآخرین حضرت محمد کی ذات بابرکت تھی جیساکہ مسلمانوں کے معروف قانون دان و مفکرعلامہ اقبال نے کہاہے کہ

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادئ سینا
نگاہ عشق ومستی میں وہی اول وہی آخر وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰس وہی طٰہٰ[38]

جبکہ ہندوستان کے مشہور سیاستدان و پنڈت جواہر لال نہرو سے جب پوچھا گیا ان کے نزدیک ہندوکی تعریف کیا ہے؟ تو اس نے کہا ہر وہ شخص ہندو ہے جو کہے کہ میں ہندوہوں۔[39]

تعلیم اور اسلامی ممالک

تعلیم ایک مسلمہ صداقت و حقیقت ہے جس کی اہمیت و ضرورت سے کوئی بھی انسان انکار نہیں کرسکتا۔تعلیم کے ذریعے سے اگر انسانی معاشرے میں انتشار و فساد پنپ رہاہے تو اس کے وجوہ کو تلاش کرکے ان کا سدباب کرنا اہل علم پر ضروری ہے۔خاص طورپر اسلامی ممالک میں رائج جدید نظام تعلیم کے ذریعے اگر مسلم نوجوانوں کے قلوب و اذہان میں دوری واقع ہونے کے ساتھ مسلمانوں کے مسلم الثبوت عقائد و نظریات سے دوری یا بداعتمادی پیداہورہی ہے تو لازم ہے کہ اس نظام تعلیم اور طریقہ تعلیم اور مدرسین کے طرز تعلیم پر نظرثانی کی ضرورت ہے۔کلیسا اور علم کی لڑائی جو تاریخی حقیقت ہے اور اس کے اثرات بد اسلامی تہذیب پر بھی مرتب ہوئے مگر وہ اپنا اثر زیادہ دیر تک قائم اس لئے نہیں رکھ سکے کہ اسلام میں علم کے حصول کی ترغیب و اہمیت تو بیان کی گئی ہے مگر اس سے تہی دامنی کو بھی قابل قبول نہیں تسلیم کیا بلکہ اسلام نے دل و دماغ کے درمیان ختم کرنے کی سعی کی تلقین کی ہے اور یہی فریضہ اسلامی ممالک کی جامعات کا ہے کہ وہ علم کی تحصیل اور اس کے مقاصد کو کھل کربیان کریں۔[40]

برصغیر کا امتیاز

مشرقی ممالک سے جتنے بھی لوگ مغرب کسب علم کے لئے گئے تو ان کی عددی اکثریت مغرب کے اثرات بد سے مامون نہ رہ سکی لیکن برصغیر کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہاں کے دانشور اہل علم ناصرف یہ کہ مغرب کے تصورات و افکار فاسدہ میں سے عرق ریزی کرکے مفید علوم و افکار حاصل کرکے واپس آئے بلکہ انہوں نے مغرب کی برائیوں کو بھی طشت ازبام کردیا جن میں سرفہرست شاعر مشرق علامہ اقبال اور

---

[38] ۔کلیات اقبال، بال جبریل،علامہ اقبال،اقبال کادمی پاکستان،لاہور،طبع دہم 2011ء،ص39

[39] ۔نظام تعلیم،ص13-14

[40] ۔ حدیث پاکستان،سید ابوالحسن علی ندوی،مجلس نشریات اسلام،کراچی،س ن،ص 86 تا 90

مولانامحمد علی جوہر شامل ہیں۔ان ہردوشخصیات کو مغرب کی دیدہ زیب و دلکش وضع قطع اورآزادانہ ماحول اپنا اسیر نہ بناسکا۔[41]

دینی مدارس کی ضرورت

مسلمہ امر ہے کہ مسلم معاشرہ کی درست رہنمائی کے لئے دین اور اس کے شرعی نظام کی حفاظت لازم ہے یہ فریضہ علماء کی جماعت سے زیادہ بہتر کوئی بھی انجام نہیں دے سکتا کہ وہ کتاب و سنت کی تعلیم و تعلم کا فریضہ بہم انجام دیتے ہیں اور اس کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی ملک ہو یا غیر اسلامی ملک میں مقیم ہردوصورت میں مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ دینی مدارس کے قیام پر توجہ مرکوز رکھیں تاکہ ملت اسلامیہ کی زندگی کے تمام میدانوں میں رہنمائی کرنے والے افراد میسر آسکیں۔خلافت راشدہ کے زمانے سے لیکر مسلمانوں کے عہد عروج تک برابر تربیتی مراکز قائم رہے جہاں سے کسب فیض کرکے افراد اسلامی ریاست کو مضبوط بنانے میں اپنا کلیدی کردار اداکرتے تھے۔جب مسلمان غیر مسلم ملک میں مقیم ہوں تو اس کی اہمیت دوچند ہوجاتی ہے کہ ایسی دانش گاہ موجود رہے مسلم معاشرہ میں جو اسلامی حکومت کا نعم البدل اور قائم مقام ہوسکے۔جیسے کہ امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے مغل حکومت کے زوال کے ایام میں دینی مدارس کو فعال و متحرک کرکے مسلم ریاست کو تقویت پہنچانے کے لئے اقدامات کیے۔[42]

مثالی مدرسہ

حضورنبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ و مدینہ میں صحابہ کرام کی تعلیم و تربیت کے لیے جو مدرسہ قائم کیااسی کو مثالی مدرسہ قرار دیا جاسکتاہے کہ اس مدرسہ کی تاسیس ایمان و دعوت دین کے محرک جذبوں اور پختہ عقائد پر کی گئی۔نبی اکرمﷺ بزور قوت یا مادی پیشکش کی بجائے صحابہ کرام پر علم کی اہم یت و ضرورت کو واضح کیا اور اس کے عالم و جاہل کو فرق کو واضح کرنے کے ساتھ نے دکھنے والے ثمر آور کلمات کی محبت اس طورپر صحابہ کے سینہ میں موجزن کی کہ وہ ثواب،رضائے الہی، نجات اخروی اور دارین کی فوز و فلاح سے محبت کرنے میں محو اس قدر ہوئے کہ دنیا کی تمام راحتوں کو قربان کرکے حصول علم میں مگن ہوگئے۔حضرت جندب بن عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ

«فتعلمنا الإيمان قبل أن نتعلم القرآن، ثم تعلمنا القرآن فازددنا به إيمانا»[43]

---

[41] ۔ نظام تعلیم ،ص11-12

[42] ۔ مدارس اسلامیہ،ص21-22

[43] ۔ سنن ابن ماجه،ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وماجة اسم أبيه يزيد (المتوفى: 273هـ)،المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي،دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي،س ن،افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم،باب فی

ترجمہ:رسول اللہﷺ نے ہمیں پہلے ایمان سکھایا اور پھر ہمیں قرآن کی تعلیم دی جس سے ہمارے ایمان میں اور زیادہ اضافہ ہوگیا۔

آپﷺ نے صحابہ کے دلوں میں اس قدربہتر زندگی کی محبت بٹھادی کہ پھو صحابہ یہ سمجھ گئے کہ حقیقی راحت کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم کو اپنا اوڑھنا اور بچھونا بنا لیں ۔جیساکہ ارشادباری تعالیٰ ہے کہ" **قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لا يَعْلَمُونَ** "[44]کیا صاحب علم اور جاہل برابر ہوسکتے ہیں؟اور ارشاد خداوندی ہے کہ " **إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاء** "[45]اللہ سے علم رکھنے والے ہیں ڈرتے ہیں ۔اور ارشاد ربانی ہے کہ " **وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعَالِمُوْنَ** [46]"ان باتو ں کو علم والے ہی سمجھتے ہیں۔[47]a

مدرسے کامقصد

دینی مدرسے میں داخل ہونے والے طالب علم پر لازم ہے کہ وہ اپنے پیش نظر مقصد تعلیم کو مستحضر کرلے ،کسی بھی مدرسے کی یہ تعریف درست نہیں کہ وہاں ایک خاص زبان کی تعلیم دی جاتی ہے جس سے وہ عربی کی کتب کی معرفت حاصل کرکے دنیا وی فائدے کا سامان حاصل کیا جائے درحقیقت یہ مدرسے کی تعریف ہرگز نہیں کیونکہ اس طرح کے مراکز تو بہت موجود ہیں ،مدارس کی درست تعریف یہ ہے کہ انسان اور خداکے درمیان ایک مضبوط رشتہ قائم ہوجائے اور سچ تو یہی ہے کہ انسان (طالب علم) اور اللہ کے درمیان بلاواسطہ کی کڑی موجود ہے جس سے انسان اللہ تعالیٰ کی نصرت سے سرفراز رہتا ہے۔اسی نیک و ایک مقصد کےساتھ تعلیم حاصل کرنے والا ہی رضاالٰہی سے فیضاب ہوسکتا ہے۔[48]

مدرسہ کیا ہے اور اس کی ذمہ داری

دینی مدرسے کا مقام و مرتبہ معاشرے میں سب سے بلند ہے کہ یہاں پر افراد سازی کا کام سرانجام دیا جاتا ہے،مدرسہ کسی بھی زمان و مکان کی حدود کا پابند رہنے اور جمود کی کیفیت اختیار کرنے کا متحمل نہیں بلکہ اس کو انسانی زندگی کو بہتر سے بہتر بسر کرنے کی رہبری کا سامان کرنا ہوتا ہے اور اس کا رشتہ نبوت محمدیﷺکے طفیل کردار عالمگیر ہے ،مدرسہ نبوت محمدیﷺ سے فیضیاب ہوکر انسانو ں کو سیراب کرنے کا کام انجام دیتا ہے ،وقت و حالات کے تھپیڑوں سے مرعوب و متاثر ہونے کی بجائے خود ان کو سدھارنے کا سامان مدرسے ہی مہیا

الایمان،رقم الحدیث:61،ص:1/23

[44] ۔سورت الزمر،39/9

[45] ۔ سورت فاطر،35/28

[46] ۔سورت العنکبوت،29/43

[47] ۔ مدارس اسلامیہ،ص 55تا 57

[48] ۔پاجا سراغ زندگی، سید ابوالحسن علی ندوی،مجلس نشریات اسلام کراچی،س ن ،ص29

کرتاہے،الغرض معاشرے میں جمیع بدیوں کا سدباب اور تمام نیکیوں کا فروغ مدرسے ہی کے طفیل وقوع پذیر ہوتاہے۔[49]

مدارس کا تذکرہ قرآن میں

آج کل بہت سے لوگ یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ قرآن میں سب کچھ ہے ،علوم وحقائق اور مختلف قوموں کے حالات و خبریں موجود ہیں تو کیا قرآن کریم میں مدارس و جامعات کا بھی تذکرہ موجود ہے؟جبکہ ہمارا مطالعہ تو یہ بتاتاہے کہ قرآن کریم میں جامعہ و مدرسہ کا نام تو موجود نہیں ! تو پھر یہ مدرسے کہاں سے آئے؟ اور کب سے ؟ یہ کہاں سے نکالے گئے ؟کیسے ان کو قائم کیا گیا؟اور یہ دانش گاہیں اور جامعات کب سے قائم ہوگئے؟ یہ تعلیم و تعلم کے مراکز ،یہ کتابوں کا مطالعہ ،ان میں مخصوص علوم ہیں قرآن فہمی کے لئے،حدیث کے لئے ان کا پڑھنا ،ان میں سالہاسال لگالینا،اپنے کو اس کے لئے وقف کردینا اور یکسوہوجانا،اپنےگھروں پہ نہ کمائی کرنا،اور نہ کوئی دوسرا فن سیکھنا،اور نہ کسی دوسری مشغولیت کو اختیار کرنا،اس کا قرآن مجید میں کہاں ذکر آیا ہے؟ تو ہم کہیں گے اپنے مطالعہ کی بناپر اور قرآن مجید سے جو توفیق الٰہی سے فہم حاصل ہوااس کی بناپر کہ دینی مدارس و جامعات کا تذکرہ اس آیت میں موجود ہے **"وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ"**[50]اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ایمان والوں میں سے کچھ لوگ نکل کر دین کی تعلیم کا فہم حاصل کریں اور پھر اپنی قوم میں واپس آکر دین کی تعلیم دیں تاکہ وہ اللہ سے ڈرمحسوس کرنے لگیں۔[51]

---

[49] پاجا سراغ زندگی،ص94-96

[50] سورت التوبہ،9/122

[51] طالبان علوم نبوت کا مقام،حصہ دوم ،ص136-137